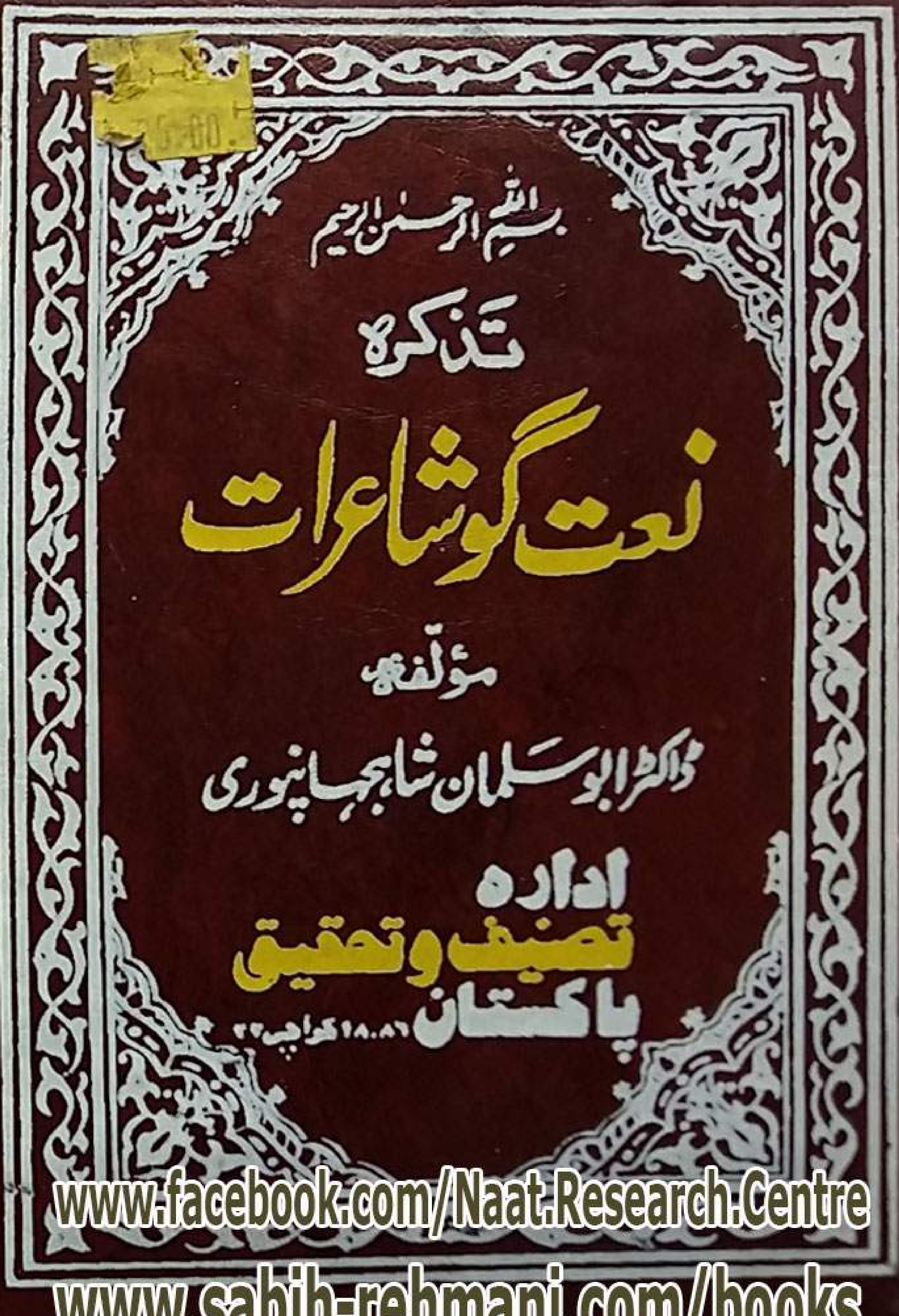

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تذکرہ

نعت گو شاعرات

مؤلفہ

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری

ادارہ
تصنیف و تحقیق
پاکستان ۱۸.۸۶ کراچی ۲۲

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

تذکرہ

نعت گو شاعرات

مؤلفہ

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری

ادارہ
تصنیف و تحقیق
پاکستان ۱۸،۸۶ کراچی ۲۲

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب ـــــــــــ تذکرہ نعت گو شاعرات
مؤلف ـــــــــــ ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری
طابع ـــــــــــ (المخزن پرنٹرز کراچی)
اشاعت اوّل ـــــــــــ ۸۴ سنہ عیسوی ۱۹

ـــ ناشر ـــ
ادارہ
تصنیف و تحقیق
پاکستان ۱۸۰۸۶ کراچی ۲۲

ملنے کا پتہ
مکتبہ شاہد
علی گڑھ کالونی۔ کراچی (۴۱)

ـــ قیمت ـــ
۱۵
پندرہ روپے

MAKTABA-E-SHAHID
KARACHI
257

فہرست

حرفِ ناگزیر ۵
مقدمہ ۷

شاعرات

اختر، نواب اختر محل ۱۳
اختر، سیدہ سردار بیگم ۱۵
ادا جعفری، عزیز جہاں بیگم ۱۷
افضل بدایونی، افضل خاتون ۱۹
ایک بیگم بدایونی ۲۱
امت الکریم ۲۳
انور، انوری بیگم ۲۵
انیسہ ہارون شروانیہ ۲۷
بتول ۲۹
بیگم عروج ۳۱
پروین، بڑی بیگم ام مشتاق ۳۳
پنہاں، سپہر آرا خاتون ۳۵
تہنیت، تہنیت النساء ۳۷
حیا بریلوی، سکندر بانو ۳۹
خورشید، خورشید آرا بیگم ۴۱
ذیشان، ذیشان فاطمہ ۴۳
رحمت، رحمت النساء بیگم ۴۵
سردار انوری، سردار بانو ۴۷
سردار حیدر آبادی، منظور فاطمہ ۴۹
سلمیٰ حیدر آبادی، جمال النساء بیگم ۵۱

خرم، شمس النساء بیگم	۵۳
شفیق، تکبیر النساء بیگم	۵۵
شفیق بدایونی	۵۷
شمیم جالندھری، ش۔ ا۔	۵۹
شیریں، نواب شاہجہاں بیگم	۶۱
ضرورت، شرف النساء	۶۳
عصمت، عصمت النساء	۶۵
عفت مظفر نگری، آمنہ خاتون	۶۷
فرخ لاہوری، بی بی سلطان	۶۹
قمر چندوسی، قمر جہاں	۷۱
قیصری بیگم	۷۳
کنیز، منجھو خانم	۷۵
کنیز، کنیز فاطمہ	۷۷
کیفی	۷۹
محجوب، زینت بی بی	۸۱
محجوب، بیتا پوری	۸۳
مخفی بدایونی، رسول جہاں بیگم	۸۵
مریم قادری	۸۷
منظر، سعیدہ عروج	۸۹
معین حیدرآبادی، بیبانہ النساء	۹۱
نازش، برجیس جود النساء	۹۳
نزہت، ناہید خاتون	۹۵
نزہت، صالحہ	۹۷
نسیم بریلوی، نسیم فاطمہ	۹۹
نور، نور جہاں	۱۰۱
نوشابہ خاتون	۱۰۳
نہاں، رابعہ	۱۰۵
یاس، آفتاب بیگم	۱۰۷

ضمیمہ:

یکتا، اختر النساء	۱۰۹
تسنیم، امۃ اللہ عائشہ	۱۱۱

حرف ناگزیر

عیسائی مبلغین نے اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے وعظ و مناظرہ اور ادب کے عام اسالیب کے علاوہ مختلف اصناف ادب کو بھی بطور ذریعہ استعمال کیا ہے۔ اس میں ناول، افسانہ ڈرامہ اور شاعری شامل ہیں۔ چند سال ہوئے اردو کے عیسائی شاعروں کا ایک ایسا تذکرہ بھی شائع ہوا ہے جس میں شعرا کے حالات کے ساتھ جو کلام نمونے کے طور پر شامل کیا ہے وہ عیسائی مذہب کے عقائد اور تعلیمات اور ان کی وضاحت و تشریح پر مشتمل ہے۔ اس طرح ایک عیسائی ادیب اور صاحب ذوق نے اپنے دعوتی لٹریچر کو اردو ادب کا حصہ بنا دیا۔ یہ امر مسلمان ادیبوں کے لئے ایک لمحہ فکریہ مہیا کرتا ہے اور ادب کے ذریعہ انھیں اسلام کی تعلیمات حقہ کی تبلیغ و اشاعت کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

کسی اور نے تو عیسائیوں کی اس ادبی سعی اور عیسائیت کی تبلیغ کے اس نادر اسلوب کو قابل اعتنا نہ سمجھا لیکن ابو سلمان صاحب شاہجہانپوری کے قلب سلیم میں یہ بات کھب گئی اور ان کے دینی ذوق کیلئے یہ امر ایک تازیانہ ثابت ہوا۔ انہوں نے نہایت سنجیدگی سے غور کیا اور اس امر کا جائزہ لیا کہ اسلام کی تعلیمات حقہ کی اشاعت و تبلیغ کے لئے مختلف اصناف ادب کو کس طرح استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن یہاں اس جائزے کو پیش کرنے کا موقع نہیں البتہ اس غور و فکر کے نتیجے میں ان کے سامنے ایک موضوع آیا اور انہوں نے

کمال مستعدی سے اسے پایۂ تکمیل کو پہنچا دیا۔ یہ موضوع نعت گو شاعرات کا تذکرہ تھا۔

نعت گو شاعرات کا یہ پہلا تذکرہ ہے۔ اس کی تالیف کے لئے فاضل مؤلف نے ایک کڑا معیار مقرر کیا اور نہایت تحقیق سے یہ تذکرہ مرتب کر دیا۔ شاعرات کے حالات اور کلام کے انتخاب میں بہت اختصار سے کام لیا ہے اور اس بات کی بھی کوشش کی ہے کہ نمونے کے طور پر جو کلام منتخب کیا جائے وہ مشرکانہ خیالات اور غیر اسلامی افکار سے پاک و منزہ ہو۔ اگرچہ بوجوہ اس اہتمام میں پوری کامیابی نہیں ہوئی اور بعض اشعار ایسے بھی ہیں جو اسلام کی تعلیم توحید خالص کے معیار پر پورے نہیں اترتے، گو اردو میں نعت گوئی کی روایت کے مطابق ہیں۔

یہ تذکرہ ۱۹۷۸ء کے آغاز میں کتابت، تصحیح وغیرہ کے مراحل سے گزر کر پریس کے حوالے کر دیئے جانے کے لیے تیار کر دیا گیا تھا کہ فاضل مؤلف کو خاندانِ سعادت رائے بریلی کی دو معزز خواتین کے ذوقِ نعت گوئی کا علم ہوا اور اس خاندان سے مؤلف موصوف کی عقیدت و ارادت نے گوارا نہ کیا کہ یہ تذکرہ ان خواتین کے تراجم اور نمونۂ کلام سے خالی رہے۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی کی توجہ سے حالات و کلام بھی میسر آ گیا لیکن اب مزید دو سال کے بعد وہ گھڑی قریب آ رہی ہے کہ کتاب پریس کے حوالے کی جائے۔

مجھے امید ہے کہ یہ کوشش نہ صرف ادبی حلقوں میں پسند کی جائے گی بلکہ دینی ذوق رکھنے والے ادیبوں کے لئے مہمیز ثابت ہو گی اور وہ ادب کے ذریعے دین کی خدمت کے نئے نئے اسالیب پیدا کریں گے۔ (ناشر)

مقدمہ

جہاں تک رسمی اور روایتی نعت گوئی کا تعلق ہے ہر شاعر نے نعت کہی ہے اس میں مسلمان اور غیر مسلمان کی بھی تخصیص نہیں کی جا سکتی۔ لیکن جن شعرا نے صرف نعت گوئی کی بنا پر شہرت حاصل کی اور قبولِ عام کے مرتبے کو پہنچے، وہ انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ البتہ ایسے شعرا بہت سے ہیں جنہوں نے دوسری اصنافِ شاعری میں کمال و شہرت حاصل کرنے کے ساتھ نعت گوئی میں بھی اپنا ایک مقام پیدا کر لیا۔ اور کلام کی مقدار سے قطع نظر نہایت بلند پایہ نعتیں کہی ہیں۔ لیکن خواتین شعرا میں یہ تعداد زیادہ نہیں۔ اس کی متعدد وجوہ ہیں

نصف صدی سے زیادہ زمانہ نہیں گزرا کہ ہمارے یہاں یہ بحث زوروں پر تھی کہ آیا لڑکیوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے کی ضرورت بھی اسی طرح ہے جس طرح لڑکوں کو؟ سر سید احمد خاں اپنی تمام روشن خیالیوں اور تعلیم کے باب میں نہایت بلند خیالات رکھنے کے باوجود اس کے سخت خلاف تھے کہ لڑکیوں کے لئے بھی اسی طرح اسکول کھولے جائیں جس طرح لڑکوں کے لئے اسکول قائم کرنے کی ضرورت ہے

جو حضرات لڑکیوں کی تعلیم کے باب میں اتنے متشدد نہ تھے ان میں بھی اچھی خاصی تعداد ایسے بزرگوں کی تھی جو عورتوں کو لکھنا سکھانے کے جواز کے قائل نہ تھے وہ اسے قطعاً ناجائز اور حرام خیال کرتے تھے کہ لڑکیوں کو لکھنا سکھایا جائے پھر جو لوگ لڑکیوں کی تعلیم کے حق میں تھے اور لڑکیوں کو لکھنا سکھانا

بھی ان کے نزدیک جائز تھا، وہ بھی لڑکیوں کو شعر و ادب کی تعلیم کا تو تصور بھی نہ کرتے ہوں گے۔ لڑکیوں کا شعر گوئی کا شغل اور اس سے بڑھ کر اخباروں رسالوں، گلدستوں میں ان کے کلام کے چھپنے کا سوال تو کاہے کو کسی کے حاشیہ خیال میں پیدا ہوا ہوگا۔

ملا واحدی صاحب نے اپنی قلم کاری کی جو کہانی لکھی ہے اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۷۰-۸۰ برس پہلے اخباروں میں لڑکیوں کا مضمون چھپنا بھی بعض ثقہ حضرات معیوب بلکہ ایک طرح کی آوارگی خیال کرتے تھے ایسے معاشرے میں لڑکیوں کی مضمون نویسی، شعر گوئی ان کے مضمون و کلام کا ان کے نام سے اخبار و رسائل میں چھپنا کس نظر سے دیکھا جاتا ہوگا، اس کا اندازہ کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں۔

آج لڑکیوں کی تعلیم کے بارے میں قوم کی آزاد خیالی اور تقریر و تحریر شعر گوئی اور ادب کی مختلف اصناف میں لڑکیوں کے اقدام و سبقت کے بارے میں غور کرتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے اور سررشتہ فکر ہاتھ سے چھوٹ چھوٹ جاتا ہے۔

لڑکیوں کی تعلیم اور تحریر و کتابت کے بارے میں ہمارے اسلاف کے اس خاص رویے کا یہ نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ قدیم رسائل و گلدستوں میں خواتین شعراء کا نام ڈھونڈے سے نہیں ملتا۔ اردو شعراء کے پچاسوں تذکرے موجود ہیں لیکن خواتین کے تذکروں کی روایت کا پتا ۷۰-۸۰ برس سے آگے نہیں چلتا۔ اور جو اس مدت میں لکھے گئے وہ بھی دو تین سے زیادہ نہیں ہیں

یہ حالات خواتین میں شعر گوئی کا ذوق پیدا کرنے اور ان کی شاعرانہ صلاحیتوں کی نشو و نما کے لئے نہایت نامساعد تھے۔ اس لئے اگر نعت گوئی کے میدان میں بھی خواتین کی تعداد زیادہ نہیں تو یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں بلکہ اگر عام شاعرات اور نعت گو شاعرات میں نسبت تلاش کی جائے تو عام شاعروں اور نعت گو شاعروں میں نسبت کے مقابلے میں یہ نسبت ہرگز مایوس کن نہیں ہے۔ مرد شعراء کی نسبت خواتین شعراء کا نعت گوئی کی طرف زیادہ رجحان رہا ہے۔

ایک زمانے تک رسالوں، گلدستوں وغیرہ میں خواتین کے کلام کے نہ چھپنے اور مشاعروں میں شریک نہ ہونے کی جو روایت رہی ہے اس کی وجہ سے خواتین شعر و نعت گوئی کے کئی خارجی محرکات سے محروم رہی ہیں۔ لیکن ہمارے یہاں میلاد شریف کی قدیم سے ایک روایت چلی آرہی ہے اور یہ روایت اپنے قیام و رواج کے لئے صرف عورتوں کے جذبے اور لگن کی رہین منت ہے۔ اس نے عورتوں کے دلوں میں ذکر ولادت، نعت، سلام وغیرہ سے دلچسپی اور حضرت رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے عشق کی شمع فروزاں رکھی ہے اس روایت اور جذبۂ عشق نے خواتین کو نعت و سلام کی طرف ہمیشہ توجہ دلائی لیکن مختلف اسباب کی بنا پر جن کی طرف اوپر کی سطروں میں اشارہ کیا ہے تذکرے ان سے خالی رہے، رسالوں اور گلدستوں میں بھی ان کا کلام جگہ نہ پا سکا اس طرح بہت سی قدیم نعت گو شاعرات کا تذکرہ تاریخ ادب نے محفوظ نہیں رکھا اس پر مستزاد یہ کہ اب تک کسی نے نعت گو شاعرات کا

تذکرہ مرتب کرنے کی طرف توجہ نہیں دی۔ مرورِ ایام سے بہت سی وہ کتابیں گلدستے وغیرہ ضائع ہو گئے۔ اب اردو ادب کی تاریخ کے اس دور میں اگر کوئی تذکرہ اور صرف نعت گو شاعرات کا تذکرہ مرتب کرنے کی کوشش کی جائے تو اس راہ کی مشکلات کا اندازہ کرنا کچھ دشوار نہیں۔

جو ماخذ نابود ہو گئے ان سے استفادے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، ممکن ہے کوئی موجود ماخذ بھی نظر انداز ہو گیا ہو لیکن جستجو و تلاش میں کوتاہی نہیں کی۔ انسانی کوشش نقائص سے پاک نہیں ہو سکتی اور ایسا ہونا بھی نہیں چاہئے لیکن یہ کاوش کس درجہ قابلِ داد یا قابلِ قدر ہے اس کا فیصلہ قارئین کرام خود کر سکتے ہیں۔

رسماً اور رواتیاً تو ہر شاعر نے نعت کہی ہے لیکن صرف اس بنا پر نعت گو شعرا کے زمرے میں اس کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ اس تذکرے میں جن شاعرات کے تراجم شامل ہیں نعت سے ان کے خاص شغف کی بنا پر ہیں۔ انتخاب کے لئے کسی معیار کا ہونا بھی ضروری تھا۔ میرے پیشِ نظر معیار یہ رہا ہے۔

اولاً:۔ شاعرہ کا نعتیہ دیوان شائع ہو چکا ہو۔ دیوان خواہ مختصر ہو یا ضخیم دیوان کی اشاعت کے اہتمام سے نعت گوئی سے شاعرہ کے شغف کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

ثانیاً:۔ تذکرہ نویس یا سوانح نگار نے کسی شاعر کے بارے میں صراحت کی ہو کہ اسے نعت گوئی سے خاص دلچسپی ہے یا نعت، سلام وغیرہ اس کا خاص

فن ہے۔

ثالثاً:۔ بعض شاعرات کے تراجم ذاتی واقفیت کی بنا پر شامل کئے ہیں یا اس بنا پر کہ نعتوں کے انتخاب میں ان کا کلام بھی منتخب کیا گیا ہے اس سے نعت میں ان کے ایک امتیاز کا پتا چلتا ہے۔

نعت گو شاعرات کا یہ پہلا تذکرہ ہے۔ اگرچہ علم و تحقیق میں حرفِ آخر کا کوئی کام نہیں ہوتا لیکن بعض کام حرفِ اول ہونے کی حیثیت تاریخی اہمیت ضرور رکھتے ہیں اس تذکرے کی اس اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

بعض قارئین اس کی مختصر ضخامت سے شاید اس کاوش کا صحیح اندازہ نہ کر سکیں جو اس سلسلے میں کی گئی ہے۔ اس کاوش کے اندازہ شناس صرف وہ حضرات ہو سکتے ہیں جو راہ تحقیق کی مشکلات سے واقف ہیں۔ ان شاعرات کی تلاش میں مجھے سینکڑوں گلدستے، تذکرے، مضامین، فہرستیں، کتب حوالہ اور رسائل کی جلدیں دیکھنی پڑی ہیں۔

ان کے معیار و جامعیت کے بارے میں کوئی دعویٰ مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن مجھے امید ہے کہ اردو میں نعت گو شاعرات کا یہ پہلا تذکرہ اس موضوع پر آئندہ کام کے لئے نمونہ کا کام دے گا۔

جن تذکروں، گلدستوں، فہرستوں، مضمونوں وغیرہ سے استفادہ کیا ہے اس کا حوالہ و اعتراف موجود ہے۔

یہ چند باتیں تھیں جن کا اظہار ضروری معلوم ہوا۔ تذکرہ آپ کے سامنے ہے۔ دعا ہے کہ خدا کے نزدیک یہ سعی مقبول ہو۔ اس سے علم و ادب کی بھی کوئی خدمت ہوئی ہے تو یہ بات بھی میرے لئے خوشی کا باعث ہے۔

ابو سلمان شاہجہان پوری

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

اختر

نواب اختر محل نام، اختر تخلص، خاندان تیموریہ سے تعلق رکھتی تھیں نہایت ذکی، ذہین، طباع اور نیک مزاج تھیں۔ اکثر نعت و منقبت میں شاغل رہتی تھیں۔ ان کا بیشتر کلام انہی اصناف سخن میں ملتا ہے۔ کبھی کبھی غزل بھی کہہ لیتی تھیں۔ بسنہ ۱۲۹۲ھ ۱۸۷۸ء تک بقید حیات تھیں؎ قدسی کی مشہور غزل ؏ ۸۲۸

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

کی تضمین بھی ہے۔

؎ تذکرۃ الخواتین، عبدالباری آسی، تذکرۃ النساء نادری، درگا پرشاد نادر و گلستان تیموری، محمد یونس خالدی

نمونۂ کلام

تجھ پہ قربان ہوں اے ہاشمی و مُطّلبی
کہ ہے مشہورِ دو عالم تری عالی نسبی
دیکھ رتبے کو ترے شوکت افلاک دبی
مرحبا سیّد مکی، مدنی العربی

"دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی"

اختر

سیدہ سردار بیگم نام، اختر تخلص اور ناہیدۂ سخن، خطیبۂ ہند، مجاہدۂ وطن وغیرہ اصحاب علم اور اہل ملک کی جانب سے انھیں خطابات دیئے گئے ہیں۔

آبائی وطن بنگلور ریاست میسور رہے۔ خان بہادر عبد الغنی رئیس اعظم نصیر آباد ان کے شوہر تھے۔

سیدہ اختر اردو کی مشہور ادیبہ، شاعرہ، خطیبہ اور قومی کارکن تھیں ملک کی آزادی کی تحریک میں انہوں نے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ ملک کے اکابر نے ان کی ذہنی، علمی اور عملی صلاحیتوں اور ادبی، سماجی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔

ان کی نعتوں کا مجموعہ صحیفہ درخشاں کے نام سے چھپ چکا ہے۔ نعت گو شاعرات میں وہ ایک خاص امتیاز رکھتی ہیں۔

نمونہ کلام

ہر اشک مرا گوہر تابندہ کی صورت
ہر سانس مری شعلۂ بیدار مدینہ
اے سیّدہ اے اختر بیدار خبردار
خدمت ہے بڑی خدمت دربار مدینہ

ایک نعتیہ غزل کے چند شعر یہ ہیں:۔

ہجوم سجدۂ بے تاب آہ! کیا کہئے
پڑی رہوں میں اسی در پہ عمر بھر کے لئے
جو وہ نہیں ہیں تو یہ کائنات کچھ بھی نہیں
انھیں کے جلوے ہوں پیش نظر، نظر کے لئے
بہار گلشن یثرب کی نزہتوں کو سلام
قدم قدم پہ ہے جنت مری نظر کے لئے

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

اداؔ جعفری

عزیز جہاں بیگم نام اور تخلص اداؔ ہے۔ بدایوں جائے پیدائش ہے جہاں ان کے والد قاضی بدر الحسن مرحوم محکمۂ زراعت میں سپرنٹنڈنٹ تھے اگست سنہ ۱۹۲۴ء میں پیدا ہوئیں۔ والد کا سایۂ عاطفت جلد ہی سر سے اٹھ گیا والدہ نے بڑی جانفشانی سے گھر پر تعلیم دلا کر ۱۹۴۰ء میں میٹرک کا امتحان دلایا اسی دوران میں شاعری سے شغف پیدا ہوا۔ ابتدا میں اختر شیرانی سے استفادہ کیا پھر اثر لکھنوی سے اصلاح سخن لی۔ اردو کے علاوہ فارسی اور ہندی زبانوں سے بھی واقفیت ہے۔ ابتدائی دور کی نظمیں اختر شیرانی کے "رومان" مرزا ادیب کے "ادب لطیف" مولانا تاجور کے "شاہکار" اور کئی دوسرے جرائد میں چھپتی تھیں۔ "اب تک" "میں ساز ڈھونڈتی رہی"، "شہر درد" اور "غزالاں تم واقف ہو" کلام کے مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ نعت گوئی سے انھیں خاص دلچسپی ہے۔

آج کا شاعر جنگ کراچی ۲۲ر اپریل ۱۹۶۸ء

نمونہ کلام

پھر زِ نہ کی مفہوم ہے دھندلا گئی ہے پھر نظر
اے مہرباں لے رازداں اے رہنما اے راہبر
کیوں راستے کجلا گئے کیوں منزلیں کھوئی گئیں
حرف دعائے کامراں یا رحمت للعالمین

اوراق ہیں بکھرے ہوئے اے مصحف دین مبیں
اپنوں سے رشتہ توڑ کر اپنوں کی آنکھیں جھک گئیں
ملت تری امت تری اور یوں پریشان و حزیں
اے التفات بیکراں! یا رحمت للعالمین[1]

---

[1] یہ اشعار آغا جعفری کی ایک نعت مطبوعہ جنگ کراچی مورخہ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۷۳ء سے لئے گئے ہیں۔

افضل بدایونی

افضل خاتون نام اقدس النساء عرف اور افضل تخلص، بدایوں کی رہنے والی تھیں۔ پروفیسر محمد ایوب قادری صاحب تذکرہ شعرائے بدایوں (خطی)، کا خیال ہے کہ متولی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ صاحب استعداد اور دین دار خاتون تھیں۔

حضرت نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی عاشق زار تھیں اور عورتوں کی اصلاح کا جذبہ رکھتی تھیں۔ انہوں نے عورتوں کے لئے ان کی زبان میں ایک میلاد شریف افضل الذکر کے نام سے لکھا تھا جو ۱۳۱۸ھ میں طبع ہوا۔ اس میلاد میں اگرچہ منظوم کلام تمام تر حکیم حافظ مجاہد الدین ذاکر احمد بدایونی کا شامل ہے لیکن افضل خود بھی نعت کہتی تھیں۔ آغاز میلاد میں حمد باری اور آخر میں مناجات خود ان کے قلم سے ہے۔ ان کا بقیہ کلام دستیاب نہیں ہو سکا۔ صرف مناجات پیش نظر ہے۔

نمونہ کلام

یاالٰہی بہ حق پیغمبر   بخش میرے گناہ سرتاسر
بانیٔ بزم پر عنایت ہو   اس پہ ہر لحظہ تیری رحمت ہو
رہے دونوں جہان میں وہ شاد   پائے منہ مانگی اپنی وہ مراد
اور جو جو ہیں آئے محفل میں   ان کی خواہش نہ کچھ رہے دل میں
اے خدا صدقۂ جناب بتول   ہو نہ دنیا میں وہ حزین و ملول
ہو نہ عقبیٰ میں مجھ کو کوئی غم   اے خدا از پئے شفیع امم
میرے ماں باپ اور بہن بھائی   ہیں محمدؐ کے سب یہ شیدائی
آخری بس یہ ہے دعا مولیٰ
پاؤں منہ مانگا مدعا مولیٰ۔

ا۔ک۔ بیگم بدایونی

افضل خاتون بدایونی کی بہن تھیں۔ ان کے حالات کا علم نہیں ہو سکا اپنی بہن افضل کے میلاد افضل الذکر کی تاریخ طباعت انہوں نے لکھی تھی۔ جس سے ان کے شغف کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کی نعت کا نمونہ دستیاب نہیں ہوا۔ افضل الذکر کی تاریخ طباعت موجود ہے اور یہی نمونہ کلام ہے۔

نمونہ کلام

بہت اچھی طبیعت ہے تمہاری زباندانی کا عالم میں ہے شہرا
لکھی ہے تم نے جو نعت پیمبر جزاک اللہ فی الدارین خیرا!
کروں اوصاف کیا اس کے بیاں میں کہ کوزے میں کیا ہے بند دریا
کوئی تاریخ لکھوں میں بھی اسکی یہ مدت سے مرا دل چاہتا تھا
ندائے غیب آئی مجھ کو کہہ دے
لکھا عمدہ رسالہ نعت شاہ کا

---

[1] تذکرہ شعرائے بدایوں (خطی)، پروفیسر محمد ایوب قادری۔

امۃ الکریم

مولوی عبدالقیوم کی صاحب زادی اور امام بخش صہبائی کی نبیرہ زادی تھیں۔ ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئیں۔ مضمون نگاری اور شعر و شاعری کا شوق تھا۔ تذکرہ جمیل کے مصنف محمد عبدالرزاق بسمل نے ان کا مفصل تذکرہ لکھا ہے اور فریاد بحضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عنوان سے ایک نظم نقل کی ہے۔ ۱۹۲۹ء میں تذکرہ جمیل شائع ہوا، اس وقت وہ زندہ تھیں۔

نمونہ کلام

میں ترے صدقے مرے رحمتِ عالم آقا!
اب تو آ کر کے لگا زخموں پہ مرہم آقا
بیکسوں اور یتیموں پہ ترحّم آقا!
ورنہ ہو جائیں گے برباد یونہی ہم آقا

انور

انوری بیگم نام اور انورؔ تخلص لیکن مشہور وہ رضیہ انور کے نام سے ہیں۔ والد کا نام قطب الدین تھا۔ امروہہ ضلع مراد آباد ان کا آبائی وطن ہے، وہیں ۱۲/ اکتوبر ۱۹۱۹ء کو پیدا ہوئیں۔ مارچ ۱۹۳۷ء میں عتیق احمد عباسی کے ساتھ ان کی شادی ہوئی۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان آگئیں اور اسی وقت سے کراچی میں مقیم ہیں۔ شاعری کا شوق بچپن سے تھا۔ شفیق بریلوی نے اپنے تذکرے ‘‘شاعراتِ پاکستان’’ میں بہزادؔ لکھنوی کی نعتیہ شاعری سے ان کی دلچسپی کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے نعتیہ کلام کا انتخاب بھی دیا ہے اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ نعت گوئی ان کا خاص موضوع رہا ہے۔

نمونہ کلام

رضواں نے سنی ہوگی تعریف مدینے کی
اک اور بھی جنّت ہے جنّت کے نمونے کی

ساقیِ کوثر اک جام ادھر بھی
مالکِ رحمت ہم بھی ہیں پیاسے

ہر منظر تجھ سے درخشاں
طور کا جلوہ تیری ضیا ہے

---

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

انیسہ ہارون شروانی

انیسہ حاجی فیض احمد خاں مہاجر مکی کی پوتی، مولوی محمد یونس خاں کی بیٹی اور نواب سر مزمل اللہ خاں کی بھانجی ہیں۔ ان کے دادا اور والد علوم دینی کے فاضل بھی تھے۔ انیسہ نے مولوی محمد یعقوب سے عربی و فارسی کی تحصیل کے علاوہ حدیث، فقہ، تفسیر اپنے والد سے پڑھی۔

۱۹۲۲ء میں ان کی شادی پروفیسر ہارون خاں شروانی سے ہوئی۔ ۱۹۲۸ء میں حج کی سعادت سے مشرف ہوئیں۔ ۱۹۳۸ء میں مغربی ممالک کا سفر کیا۔ شاعری کا شوق ۱۹۲۲ء سے ہوا۔ بلکہ بقول ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق کے ان کی شاعری سفرِ حج کا تحفہ ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ کلام کا بیشتر حصّہ نعت گوئی سے متعلق ہے۔ مجموعہ کلام "انیسیات" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ شروع میں کیفی چڑیا کوٹی کے قلم سے تعارف ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ان کے کلام میں نعت کا حصّہ بہت زیادہ ہے۔ توحید کے بیان میں بھی نعتیہ مضامین کو شامل کیا ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ ان کی شاعری کا محرک بھی یہی ذکر نبیؐ ہے ؎

شعر کی مشق بڑھی عشق نبی کی دھن میں
فیض کس کا اسے سمجھوں جو خدا داد نہیں

کلام میں عشق رسالتمآب علیہ الصّلوٰۃ والتسلیمات کے بیان کو پرکیف اور پرسوز انداز میں کمال ادب کے ساتھ ادا کیا ہے۔ زبان سادہ و رواں ہے۔ بے ساختگی اور برجستگی بھی پائی جاتی ہے[1]

---

[1] اردو میں نعتیہ شاعری ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق۔ اردو اکیڈمی سندھ۔ کراچی

نمونہ کلام

مجھے تو نے یا رب مدینہ دکھایا
سنہری کلس، سبز گنبد دکھایا
سفر میں مدینہ کی منزل بہ منزل
ان آنکھوں کو قدرت کا نقشہ دکھایا
صفت جن کی آئی عزیزٌ عَلیہِ
انھیں حق نے اپنا پیمبر بنایا
سزاوار ہو مجھ کو یا رب یہ الفت
مدینہ کے ساجن سے ہے دل لگایا

خلش خار مغیلاں میں مزا آتا ہے
در خور شوق گل و گلشن و شمشاد نہیں
کیسے جاؤں کہ محمدؐ سے زیادہ محبوب
ماں نہیں، باپ نہیں، شوہر و اولاد نہیں

بتول

ان کے نام اور حالات کا علم نہیں ہو سکا۔ قاموس الکتب اردو (جلد اول) میں صرف ان کے دیوان "دیوان بتول در نعت رسول، صفحات ۱۹۶، مطبع کبیر" کا حوالہ ملتا ہے۔

بیگم عروؔج

ان کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ عروؔج بدایونی کی شریکِ حیات ہیں خاتونِ مشرق میں ان کا کلام چھپتا رہا ہے۔ عموماً نعتیہ مضامین نظم کرتی ہیں محمد جمیل احمد بریلوی صاحب تذکرۂ شاعراتِ اردو نے ان کا ذکر کیا ہے۔

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

نمونہ کلام

تمنّا خون بن کر دوڑتی پھرتی ہے رگ رگ میں
مری ہستی کی گویا روح ہے الفت محمدؐ کی
کھلے جنت کے دروازے بڑھے رضواں بھی لینے کو
گنہ گاروں کو لے کر آئی جب رحمت محمدؐ کی

پروین

بڑی بیگم لقب، ام مشتاق کنیت اور پروین تخلص تھا۔ اصل نام معلوم نہیں ہو سکا۔ میر قربان علی مرحوم رئیس آگرہ کی اہلیہ تھیں۔ ۱۱ر دسمبر ۱۸۶۶ء کو دہلی میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد سید محمد غضنفر علی خاں غضنفر اور دادا مولانا سید نجف علی خاں تھے۔ کئی کتابیں آپ کی یادگار ہیں۔ آپ کا دیوان "سراج الفیض" جے پور سے ان کے صاحبزادے سید مشتاق حسین مشتاق نے ۱۹۱۵ء میں شائع کرا دیا تھا۔ شروع میں انہوں نے اپنی والدہ کے حالات و محامد بڑی تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں۔ اس وقت تک یہ حیات تھیں۔ موصوفہ عربی و فارسی کے علاوہ فن طب، علم قیافہ اور علم تعبیر رویا میں بھی درک رکھتی تھیں۔ انہوں نے تقریبًا ہر صنف سخن میں کلام اپنا یادگار چھوڑا ہے۔ نعتیہ کلام خاصی تعداد میں شامل دیوان ہے۔

نمونہ کلام

مالک دنیا و دیں ہو یا محمد مصطفےٰ
پیشوائے مرسلیں ہو یا محمد مصطفےٰ
انبیاء میں منتقل ہوتا چلا آیا جو نور
وہ حقیقت میں تمہیں ہو یا محمد مصطفےٰ
فخر آدم، فخر موسیٰ، فخر عیسیٰ فخر نوح
فخر ما و فخر طیں ہو یا محمد مصطفےٰ
مرکز احکام دیں ہو یا محمد مصطفےٰ
مہبط روح الامیں ہو یا محمد مصطفےٰ
آپ کی آل، آپ کی اولاد اور ادنیٰ کنیز
مفت کیوں پروینؔ حزیں ہو یا محمد مصطفےٰ

نام پر حضرت کے کہتا ہے خدا صلِّ علیٰ
مرحبا صلی علیٰ اے مرحبا صلِّ علیٰ
آسماں سے بھیجتے ہیں جب ملائک تک درود
ورد در کھ تو بھی دلا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ
ایک دم میرا بر دیں اور لاکھوں مشغلے
پڑھ نہیں سکتی میں جب مدعا صلِّ علیٰ

پنہاں

سپہر آرا خاتون نام اور پنہاں تخلص ہے لیکن وہ مشہور رابعہ پنہاں کے نام سے ہیں۔ بریلی ان کا آبائی وطن ہے۔ ۱۹۰۶ء میں سہارنپور میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد مولوی عبدالاحد بریلی کے شرفاء میں سے تھے۔ ان کی سخن گوئی کا میدان نہ صرف اردو بلکہ فارسی تک وسیع ہے۔ ان کی شہرت اگرچہ نعت گو شاعرہ کی حیثیت سے نہیں ہوئی لیکن نعت گوئی ان کا خاص میدان ہے وہ نعت بہت عمدہ لکھتی ہیں۔ "لیلۃ المعراج" کے نام سے ان کی فارسی نظم بہت مشہور ہے۔ صاحب تذکرہ اردو نے اور سلطانہ مہر نے روزنامہ جنگ میں اپنے سلسلۂ مضمون "آج کا شاعر" میں ان کا ترجمہ اور نعت گوئی سے ان کی دلچسپی کا تذکرہ کیا ہے

نمونہ کلام

نہادہ بہ فرقش فلک تاجِ امشب
شدہ بحرِ انوار مواج امشب
بہ بیں جلوۂ نورِ معراج امشب
عطا کردہ تابش بہ عقدِ ثریا
ضیائے منزہ دہد اختراں را
بہ بیں جلوۂ نورِ معراج امشب

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

تہنیت

تہنیت النساء نام اور تہنیت تخلص ہے۔ وطن حیدر آباد دکن ہے نواب رفعت یار جنگ کی صاحب زادی اور اردو کے مشہور نقّاد اور محقق ڈاکٹر محی الدین قادری زورؔ مرحوم کی اہلیہ ہیں۔ ان کا سارا کلام نعت رسالت مآبؐ میں ہے۔ نعت کے سوا کچھ نہیں کہا۔

ان کا مجموعہ نعت "ذکر و فکر" کے نام سے ۱۹۵۶ء میں سب رس کتاب گھر، حیدر آباد دکن سے شائع ہو چکا ہے۔ قاموس الکتب اردو (جلد اوّل) میں آپ کا ایک شعر بطور نمونہ درج ہے۔

"ارمغان نعت" مرتبہ ساجد صدیقی و والی آسی میں بھی ان کا کلام شامل ہے۔

نمونہ کلام

ہے تصور میں ہمیشہ اب سراپائے نبیؐ
ہم سراپا اک گلستاں بن گئے ہیں آج کل

ہمیں مدینہ کی ہر رات یاد آتی ہے
حرم کی طرزِ مدارات یاد آتی ہے
نظر نظر کی نوازش گھڑی گھڑی کی روش
ابھی بطورِ حکایات یاد آتی ہے
اذانِ صبح حرم یاد آتی ہے ہر روز
وہیں کی روشنی ہر رات یاد آتی ہے
حرم سے چلتے ہوئے وہ نظر کی بے تابی
بہ ہر نزاکت حالات یاد آتی ہے
عجب نہیں کہ بلاتے ہوں پھر حضوری میں
جو تہنیت کو ہر اک بات یاد آتی ہے

حیا بریلوی

سکندر بانو نام اور حیا تخلص ہے۔ بریلی کے ایک سادات گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ والد کا انتقال بچپن میں ہو گیا۔ نانا سید کاظم علی کے زیر سایہ تعلیم و تربیت ہوئی۔ خاندان کی دینی اور ادبی روایات، اور ماحول سے متاثر ہو کر نعت گوئی شروع کی۔ شیدا بریلوی سے اصلاح سخن لی۔ کلام کا بیشتر حصہ نعتیہ ہے۔ تقسیم ملک کے بعد پاکستان آ گئی تھیں۔ اب کراچی میں مقیم ہیں سلطانہ مہر نے "آج کی شاعرات" میں آپ کا ذکر کیا ہے اور نعتیہ کلام کا نمونہ بھی دیا ہے۔

نمونہ کلام

کھڑے ہیں سبھی انبیاءؑ سر جھکائے
زہ نبیوں کے بن کر امام آ رہے ہیں
حبیب خدا کے بڑے مرتبے ہیں
کہ پیہم درود و سلام آ رہے ہیں

خورشید

خورشید آرا بیگم نام اور خورشید تخلص ہے۔ امرادتی صوبہ بہار میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد قاضی محمد قیام الدین اپنی خاندانی وجاہت دینداری اور اپنے علمی و ادبی ذوق کی بنا پر علاقے کے سربرآوردہ اصحاب میں شمار ہوتے تھے۔ تحریک آزادی کے مشہور کارکن، آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے رکن، آل انڈیا مسلم لیگ نیشنل گارڈ کے سپہ سالار اعلیٰ، قائداعظم کے معتمد اور نواب زادہ لیاقت علی خاں کے پولٹیکل سکریٹری نواب صدیق علی خاں ان کے شوہر ہیں۔

خورشید آرا بیگم قیام پاکستان کے بعد سے کراچی میں مقیم ہیں، کراچی کے مشہور تعلیمی ادارے خورشید گرلز کالج کی نگراں اور پرنسپل ہیں۔

خورشید اردو کے علاوہ فارسی میں بھی شعر کہتی ہیں عربی سے بھی واقف ہیں اور انگریزی پر بھی عبور رکھتی ہیں۔ نیز یورپ اور افریقہ کی کئی اور زبانوں سے واقف ہیں۔

مصنف تذکرۂ شاعرات پاکستان" نے اصناف سخن میں نعت سے ان کی دلچسپی کا ذکر کیا ہے اور فارسی کے ایک نعتیہ خمسہ کے چند بند بطور نمونہ نقل کئے ہیں۔

سلطانہ مہر نے بھی "آج کا شاعر" سلسلہ مضمون روزنامہ جنگ کراچی، میں ان کی نعت گوئی کا تذکرہ کیا ہے۔

اخبار جنگ کراچی۔ عید الفطر ایڈیشن ۱۹۶۸ء

نمونہ کلام

صبا تحیتے باختم مرسلاں بہ رساں
سلام عجز بہ سلطان دوجہاں بہ رساں
نیاز قلب وفاکیش خستہ جاں بہ رساں
سجود ناصیہ عشق ارمغاں بہ رساں
نوائے درد الم ہیز بے زباں بہ رساں

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

ذی شان بدایونی

ذیشان فاطمہ نام تھا اور ذیشان تخلص۔ بدایوں کے ایک متموّل گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ والد کا نام مولوی نبی رضا تھا۔ قاضی علی عبّاس کے ساتھ ان کی شادی ہوئی تھی۔ گھر کے ادبی اور دینی ماحول کے زیر اثر بچپن ہی سے نعت گوئی کا شوق پیدا ہو گیا تھا۔ ان کے ماموں حاجی عطا محمد عطؔا بدایونی یو۔پی کے مشہور شاعر تھے اور شاہجہانپور کی تحصیل تلہر میں وکالت کرتے تھے۔ ذیشان کو اپنے ماموں سے ادبی ذوق کی تربیت اور نعت گوئی کی اصلاح میں بڑی مدد ملی۔ ذیشان نے اردو فارسی کی تعلیم گھر پر حاصل کی تھی۔ بدایوں کے زنانہ مشاعروں میں شرکت کرتی تھیں۔

تقسیم ملک کے بعد پاکستان آگئی تھیں نہایت ہی نیک اور پابند صوم وصلوٰۃ تھیں۔ ۹؍اپریل ۱۹۷۳ء کو ۶۲ سال کی عمر میں کراچی میں انتقال ہوا۔ ان کا تمام کلام نعت میں ہے[ے]

[ے] ذی شان بدایونی کے حالات اور کلام کے لئے ہم مرحومہ کی صاحبزادی مسز اعظم عزیز بدایونی کے شکر گزار ہیں

نمونہ کلام

خواب کا اپنے اثر پاتی ہوں میں
اب مدینے کی طرف جاتی ہوں میں

مدینے میں اگر تھوڑی جگہ مل جائے ذیشان کو
وہیں پر قبر بن جائے وہیں روح وفا ٹھیرے
قبول میرا محمدؐ سلام ہو جائے
تو پھر یقین ہے جنّت مقام ہو جائے

رحمت

رحمت النساء بیگم نام اور رحمت تخلّص تھا۔ ان کے حالات اور وطن کا پتا نہیں چل سکا۔ مجموعۂ نعت "گلدستۂ رحمت" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

ان کے عہد کے بارے میں اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ۱۸۵۷ء کے بعد کی شاعرہ تھیں۔ ان کے مجموعۂ نعت کی اشاعت کا پتا "فہرست کتب" کتب خانہ عام اہل اسلام، مدراس۔ مطبوعہ ۱۹۱۶ سے پتا چلا ہے۔ نمونۂ کلام دستیاب نہیں ہو سکا۔

سردار الوری

سردار بانو نام اور سردارؔ تخلص ہے۔ یکم جون ۱۹۴۶ء کو ریاست الور میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد سید محمود علی اور دادا سید سرفراز علی الور کی معروف ہستیاں تھیں۔ قیام پاکستان کے بعد حیدر آباد سندھ جائے سکونت قرار پائی۔ جامعہ سندھ سے ایم اے پاس کیا۔ شعبہ تعلیم سے وابستہ ہیں۔ ان کی شاعری کی ابتدا نعت گوئی سے ہوئی، کلام کا بیشتر حصہ نعتوں پر مشتمل ہے اور بقول سلطانہ مہر[1] انھیں نعت گوئی سے عشق ہے ۱۹۶۹ء میں انہوں نے پہلا اور نعتیہ شعر کہا۔ نمونہ کلام اس پہلی نعت سے لیا گیا ہے۔

---

[1] سلطانہ مہرؔ "آج کی شاعرات"

نمونہ کلام

رسولِ خدا کملی والے محمدؐ
شہ دوسرا کملی والے محمدؐ
زیارت کی خاطر کبھی اپنے در پر
مجھے بھی بلا کملی والے محمدؐ
خدا بھی ہے اس کا خدائی بھی اس کی
تو جس کا ہوا کملی والے محمدؐ

سردار حیدرآبادی

منظور فاطمہ نام اور سردارؔ تخلص ہے۔ مولوی مشتاق حسین نواب وقار الملک کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ مولوی سید محبوب علی حیدرآبادی کی رفیقۂ حیات ہیں۔ حضرت جلیل سے اصلاح سخن لیتی ہیں۔ نعت اور تصوف کے مضامین ان کا خاص موضوع ہیں۔[1]

---

[1] تذکرہ شاعرات اردو

نمونہ کلام

ہو آس جس کو رحمت پروردگار کی
کیا فکر اس کو پرسش روز شمار کی
آنکھوں کو ہے جو کوچۂ احمد کی آرزو
ہر اشک میں چمک ہے در آبدار کی

سلمیٰ حیدرآبادی

جمال النساء بیگم نام اور سلمیٰ تخلص ہے۔ مولانا سید نادر الدین ان کے والد ماجد تھے۔ مشہور رباعی گو شاعر امجد حیدرآبادی مرحوم کی اہلیہ محترمہ تھیں۔ سنہ ۱۹۴۰ء میں جب کہ ان کا عالم شباب تھا انتقال کیا، توحید نعت اور تصوف کے مضامین سے انھیں خاص دلچسپی تھی[1]۔

---

[1] تذکرہ شاعرات اردو

نمونہ کلام

وہ یوسف گم گشتہ کس جا پہ نہاں ہوگا
کس پہلو میں پوشیدہ وہ راحت جاں ہوگا
یہ عالم کثرت کب توحید نشاں ہوگا
اس جسم کی مسجد میں کب شور اذاں ہوگا
میرا عربی آقا، اللہ کہاں ہوگا

دیکھوں اسے گلشن میں ڈھونڈوں اسے صحرا میں
ہے عالم بالا میں یا عرش معلّٰی میں
دل میں ہے قیام اس کا یا دیدۂ بینا میں
وہ کعبہ میں رہتا ہے یا گلشن طیبہ میں
میرا عربی آقا، اللہ کہاں ہوگا

شرم

شمس النساء بیگم نام اور شرم تخلص ہے۔ "عروس مضمون" کے نام سے ان کا دیوان ۱۸۹۰ء میں مطبع نامی، لکھنؤ سے چھپ چکا ہے قمر النساء بیگم حجاب کے قلم سے اس پر تقریظ ہے لیکن شرم کے حالات کا اس سے علم نہیں ہوتا۔ حجاب نے ان کی نعت گوئی کی بھی تعریف کی ہے۔

نمونہ کلام

یہ آرزو ہے مجھے آئمہ سپہر عرب
کروں مدینہ میں جا کر طواف تربت کا
ہے تجھ سے عشق محبت ترے وصی سے ہے
یہی وسیلہ ہے روز جزا شفاعت کا
کبھی نہ حرف محبت میں آئے گا اے شرم
کھدا ہے دل کے نگینہ پہ نام حضرت کا

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

شفیق

کبیر النساء نام اور شفیق تخلص ہے۔ غالباً کانپور کی رہنے والی ہیں ان کی ایک میلاد کی کتاب "باغ سرور کائنات" کے نام سے ۱۹۵۴ء میں محمد سمیع بک سیلر، طاق محل، کانپور سے شائع ہوئی ہے۔ اس میں ان کا نعتیہ کلام بھی شامل ہے۔[۱]

---

[۱] قاموس الکتب اردو۔ جلد اوّل

شفیقاً بدایونی

شفیقاً نام بھی ہے اور تخلص بھی۔ محلہ چوکی پولیس دسوتہ، بدایوں کی رہنے والی تھیں۔ حج کی سعادت سے مشرف تھیں۔ ان کے والد کا نام معلوم نہیں ہو سکا بھائی کا نام کریم اللہ تھا۔

۱۲؍ ربیع الاول کو ان کے یہاں میلاد شریف ہمیشہ بڑے اہتمام سے ہوتا تھا۔ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا نتیجہ ہی تھا کہ انہوں نے ایک میلاد شریف "مولود کی خوشی یعنی زنانہ مولود" کے نام سے لکھا تھا۔ اس میلاد میں ان کا منظوم کلام بھی شامل ہے۔ یہ میلاد ۱۳۳۶ھ میں امیر الاقبال پریس بدایوں سے طبع ہو چکا ہے۔[1]

---

[1] تذکرہ شعرائے بدایوں (خطی) مرتبہ پروفیسر محمد ایوب قادری۔

نمونہ کلام

عمر اپنی جو مدینہ میں بسر ہو جاتی
صاف تو یہ ہے کہ جنّت میں گزر ہو جاتی
پھر بلاتے مجھے روضہ پہ رسولؐ اکرم
میری بیتابیٔ دل کی جو خبر ہو جاتی
ایک مدّت سے ہوں مشتاقِ جمالِ انور
حال پر میرے عنایت کی نظر ہو جاتی
ان کے روضہ کے قریں جا کے شفیقؔا رہتی
چین سے عمرِ دو روزہ یہ بسر ہو جاتی

پڑھوں میں نام لے لے کر تمہارا یارسول اللہ
تمہارا نام ہے دل کو پیارا یارسول اللہ
اندھیری گور میں احباب مجھ کو چھوڑ آئیں جب
مدد کرنا وہاں پر تم خدارا یارسول اللہ
جو پوچھیں گے اگر مجھ سے نکیرین آن کر کچھ بھی
سنا دوں گی انھیں کلمہ تمہارا یارسول اللہ
بلالو پھر شفیقؔا کو اگر حضرت مدینے میں
کرم ہو آپ کا اس پہ دوبارہ یارسول اللہ

شمیم جالندھری

ش۔ا، ان کے نام کا مخفف اور شمیم تخلص ہے۔ جالندھر میں پیدا ہوئیں۔ لاہور میں نشو و نما پائی۔ صاحب تذکرہ شاعرات اردو نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور تذکرہ شاعرات پاکستان میں بھی ان کا ذکرہ ہے لیکن ان دونوں تذکروں میں اس سے زیادہ حالات نہیں ملتے۔ البتہ نعت گوئی سے آن کے شوق و شغف کا پتا ضرور چلتا ہے۔ دونوں تذکرہ نگاروں نے بطور نمونہ کلام ان کی ایک ہی نظم بعنوان "میلاد النبی صلعم" دی ہے۔

نمونہ کلام

آج وہ دن ہے کہ برسا آسماں سے ابر نور
آج کے دن جوش پر تھی رحمت رب غفور
آج یثرب میں کیا شاہ دوعالم نے ظہور
ہو گیا روشن خدا کے نور سے نزدیک و دور
قل ہو اللہ احد سے گونج اٹھا بتکدہ
بجھ گیا ایران کا جلتا ہوا آتش کدہ

شیریں

نواب شاہجہاں بیگم والیہ ریاست بھوپال المتخلص بہ شیریں اردو کی مشہور شاعرہ تھیں۔ دیوان شیریں ۱۲۸۸ھ میں مطبع نظامی کانپور سے شائع ہو چکا ہے۔

نمونہ کلام

ان کی الفت میں مرا رہتا ہے ہر دم دل کھیا
وہ جو ہیں شمشاد و سروِ بوستانِ مصطفیٰؐ
نیک کر آغاز سے انجام میرا اے کریم
بہرِ عزّ و شان و قدر حق و آنِ مصطفیٰؐ

ضرورت

شرف النساء نام اور ضرورت تخلص تھا۔ تیموری خاندان کے ایک شاہزادہ وجیہ الدین المعروف بہ مرزا کوچک دہلوی کی اہلیہ تھیں تذکرۂ شمیم سخن اور بہارستان ناز کے حوالے سے محمد یونس خالدی نے لکھا ہے کہ قلعہ معلّٰی میں انتہائی محبت کی نظر سے دیکھی جاتی تھیں۔ بہت کم عمری میں بیوہ ہوگئی تھیں بیوگی کے بعد پوری زندگی یادِ الٰہی میں بسر کی۔ مرزا حسین بخش المتخلص بہ مرزا آپ ہی کے نورِ عین تھے۔ شعر و شاعری سے بے انتہا دلچسپی تھی مگر شعر بہت کم کہتی تھیں۔ نعت پاک خاص موضوع تھا[1]

---

[1] تذکرۃ الخواتین۔ عبدالباری آسی، تذکرۃ النسا، قادری و گلستان تیموری۔ محمد یونس خالدی

نمونہ کلام

سرسبز رہے باغ سدا دین نبی کا
مکی، مدنی، ہاشمی و مطلبی کا
یارب رہے شاداب ہمیشہ چمن دیں
مکی، مدنی، ہاشمی و مطلبی کا

عصمت

عصمت النساء نام اور عصمت تخلص تھا۔ وطن آبائی دہلی تھا۔ وہ لاہور کے کسی مدرسے میں مدرس بھی رہی تھیں۔ بہارستان ناز کے مصنف نے ان کا ایک شعر نقل کیا ہے۔[1]

---

[1] بہارستان ناز۔ حکیم فصیح الدین رنجؔ مرتبہ خلیل الرحمٰن داؤدی۔

نمونہ کلام

لب ہوئے بند نام احمد سے
اور مشکل کشا نے کھول دیئے

عفت مظفر نگری

آمنہ خاتون نام اور عفّت تخلص ہے۔ مولانا عبدالاحد کی بیٹی اور رابعہ پنہاں کی بڑی بہن ہیں۔ ۱۹۰۳ء میں سہارنپور میں پیدا ہوئیں۔ ۱۹۳۰ء میں ناظر حسن وکیل مظفر نگری سے ان کی شادی ہوئی۔

نمونہ کلام

مری روح و جاں نذر چشم کرم ہیں
خدارا نظر اک اٹھا دو محمدؐ
گناہوں سے مردہ ہوئی روح عفت
شفاعت سے اپنی جلا دو محمدؐ

فرخ لاہوری

بی بی سلطان نام اور فرخ تخلص تھا۔ بشیر علی قزلباش (وفات ۱۸۹۲ء) کی صاحبزادی تھیں۔ قزلباش مرحوم محکمہ مال میں ملازم تھے فرخ کے حالات کا علم نہیں ہو سکا۔ نعتیہ دیوان چھپ گیا ہے "گلشن فرخ" تاریخی نام ہے جس سے ۱۳۱۱ھ برآمد ہوتا ہے۔

نمونہ کلام

حق نے مجھ کو حبِ احمد میں کیا ممتاز ہے
طالع میموں پہ اپنے مجھ کو فخر و ناز ہے
ہیں ترے در کے گدا افضل شہانِ دہر سے
خادمانِ احمدی کو بس یہی اعزاز ہے
جو لکھے ہیں نعت سرورؐ ان کے اے فرخ سیر
تر زباں ہیں وصف میں کر و بیاں شام و سحر

نعت

یا رسولِ عربی شاہسوار مدنی
دولتِ حسن سے حق نے ہے کیا تجھ کو غنی
لبِ دنداں کو ترے دیکھ کے شرمندہ ہوئے
لعل و الماس و گہر اور عقیق یمنی
گل نے صد چاک کیا اپنی نزاکت کا لباس
دیکھ لی جب مرے محبوب کی نازک بدنی
اے مرے رشکِ مسیحا تری بیمار ہوں میں
بڑھ گئی حد سے مری بیکسی و خستہ تنی
بارِ عصیاں سے بہت جھک گئی گردن میری
ہر دم اس بات سے رہتی ہے مجھے دلشکنی
کھل گئے غنچوں کے منہ صل علیٰ کہنے کو
دیکھ لی جب کہ محمدؐ کی شگفتہ دہنی
کو بکو پھرتی ہوں جوگن کی طرح میں فرخ
کان میں حلقۂ کنیزی کا گلے میں کفنی

قمر چندوسی

قمر جہاں نام اور قمر تخلص ہے۔ مراد آباد کے ایک قصبہ چندوسی میں خاندانی جاگیر تھی ۱۹۲۷ء میں وہیں پیدا ہوئیں۔ اسی قصبے میں تعلیم پائی۔ وہیں پلی بڑھیں اور شادی ہوئی۔ پٹھانوں کے یوسف زئی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ شعر گوئی کا شوق بچپن سے پیدا ہو گیا۔ بڑے بھائی اکبر علی شاعر تھے انہوں نے ادبی تربیت کی ان کے کلام کا بیشتر حصہ نعتوں پر مشتمل ہے سلطانہ مہر نے "آج کی شاعرات" میں ان کا ترجمہ لکھا ہے۔ نعت گوئی سے ان کے ذوق و شغف کا ذکر کیا ہے لیکن نمونہ کلام میں کوئی نعتیہ شعر نہیں دیا۔

قیصری بیگم

قیصری بیگم مولوی محمد شرف الحق کی چھوٹی بیٹی اور ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کی نواسی تھیں۔ والدہ کا نام صغریٰ بیگم تھا جو مرآۃ العروس میں اصغری کے روپ میں نظر آتی ہیں۔ ۱۹۱۳ء میں حیدرآباد میں پیدا ہوئیں۔ ان کی پہلی باقاعدہ استاد ان کی والدہ تھیں۔ ان کے علاوہ مولوی انتظام الدین حقی سے تحصیل علمی کی تھی۔ عربی، فارسی اور اردو کے علاوہ انگریزی سے بھی واقف تھیں۔ خواتین کی اصلاح و تعلیم اور ترقی و تہذیب سے خاص دلچسپی تھی۔ اپنے اس ذوق کی تسکین کے لئے مدرسہ تعلیم القرآن بھی قائم کیا تھا اور اس میں خود بھی پڑھاتی تھیں۔ ادب و شعر سے بھی خاص لگاؤ تھا۔ شاعری میں حمد و نعت و سلام ان کا خاص موضوع تھا۔ متعدد علمی و ادبی کتابوں کی مصنف تھیں ان کی خود نوشت سوانح عمری کئی سال تک "اردو نامہ" میں شائع ہوتی رہی ہے۔ نصیر الدین ہاشمی نے لکھا ہے کہ شاعری میں دخل ہے بہت سا کلام جمع ہو چکا ہے جس میں زیادہ تر حمد و نعت و سلام شامل ہے۔ ان کے نعتیہ کلام کا نمونہ دستیاب نہیں ہو سکا اس لئے یہ تذکرہ ان کے کلام کے نمونے سے خالی ہے ۱۰ اپریل ۱۹۷۷ء کو حیدرآباد دکن میں انتقال ہو گیا۔[1]

---

[1] حیدرآباد کی نسوانی دنیا۔ نصیر الدین ہاشمی۔ ادارہ دورِ جدید، حیدرآباد دکن و سہ ماہی اردو نامہ کراچی۔ بابت ماہ اپریل ۱۹۷۷ء

کنیز

منجھو خانم نام اور کنیز تخلص تھا۔ طبیب الدولہ لکھنوی کی دختر نیک اختر تھیں۔ بارہ برس کی عمر سے شعر گوئی کا شوق تھا۔ نعت گوئی سے خاص دلچسپی تھی۔ ان کے ذوق شعر گوئی کا اندازہ نمونہ کلام میں ان کی رباعی سے لگایا جا سکتا ہے۔[1]

---

[1] بہارستان ناز۔

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

نمونہ کلام

ہے دست الٰہ نام تیرا یا شاہ
بس غیر کے ہاتھ پہ نہ رکھ میری نگاہ
تیری ہو کنیز غیر کی دست نگر
لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

کنیز

کنیز فاطمہ نام اور کنیز تخلص تھا۔ سریر کابری کی شاگرد ہیں۔ تعلیم و تعلم ان کا پیشہ تھا بسنہ ۱۹۱۸ء میں تھرا ڈالی گنج میں رہتی تھیں صاحب تذکرۃ الخواتین نے ان کی ایک نعتیہ غزل نقل کی ہے۔

نمونہ کلام

رضواں تری جنّت مجھے درکار نہیں ہے،
طیبہ کا ترے باغ میں اک خار نہیں ہے
اس دل کو کنیزؔ اہل وفا کہتے ہیں پتھر!
جس دل میں ولائے شہ ابرار نہیں ہے

کیفی

مغلیہ خاندان کی ایک خاتون کا تخلص ہے۔ نام معلوم نہیں ہو سکا ۱۸۵۷ء سے پہلے وفات پا چکی تھیں۔ ایک خمسہ جو قدسی کی مشہور نعتیہ غزل پہ کہا، ان کی یادگار ہے[1]۔

---

[1] تذکرة الخواتین۔ عبدالباری آسی و گلستان تیموری محمد یونس خالدی

نمونہ کلام

کس کا منہ ہے جو کرے مدح تری میرے نبی
نعت اطہر میں ہے جب شخص ذکی شخص غبی
حبذا ذات تری ، یہ حاجت طلبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

محجوب

مجموعہ نعت "گلبن نعت" کے نام سے ۱۳۲۸ھ میں مطبع احمدی لکھنؤ سے شائع ہو چکا ہے۔ بڑے سائز کے تیس صفحات اور اکیاسی نعتیں ہیں۔

انجمن ترقی اردو کراچی کے کیٹلاگ میں ان کا نام زینت بی بی لکھا ہے۔ لیکن گلبن نعت کے مطالعے سے اس کی تصدیق نہیں ہو سکی۔

نمونہ کلام

ترا دامن پکڑ کر روزِ محشر حق تعالیٰ کو
کہوں گی میں بھی رو رو کر یہی دلدار ہے میرا
زر و زیور، دُر و لعل و گہر کو کیا سمجھتی ہوں
کہ نورِ کلمۂ طیب گلے کا ہار ہے میرا

* * *

دیکھ کر جوہرِ لعل و لب و دندان نبی
ہیں خجل گوہرِ یاقوت و عقیق یمنی

* * *

کر دیا ہے مجھ کو تیرے درد نے افسردہ حال
جاں بلب ہوں اب مجھے طاقت نہیں گفتار کی
ورنہ ایسی نعت میں لکھتی کہ ہوتی جابجا
ہند اور پنجاب میں شہرت مرے اشعار کی

محجوب سیتاپوری

نور بانو نام اور محجوب تخلص ہے۔ آبائی وطن سیتاپور ہے۔ والد کا نام امیر خاں تھا جن کا بچپن میں انتقال ہوگیا۔ والدہ کے زیر سایہ تعلیم و تربیت ہوئی۔ دینی ماحول میں خیالات و احساسات نے پرورش پائی۔ میلاد شریف کے شوق نے نعت گوئی کا ذوق پیدا کر دیا۔ مضمون نگاری کے علاوہ نظم و غزل بھی کہی لیکن بقول ان کے "اصناف سخن میں نعت میری محبوب صنف رہی ہے" دیار حبیبؐ کے نام سے ایک مولود شریف مرتب کیا ہے جس میں ان کی منتخب نعتیں، حمد، سلام، مناجات اور سیرۃ نبویؐ پر خاص خاص مضامین شامل ہیں۔

تقسیم ملک کے بعد محجوب اپنے شوہر کے ساتھ پاکستان آگئیں اب کراچی میں مقیم ہیں۔[1]

---

[1] آج کی شاعرات۔

نمونہ کلام

الٰہی حکم دے جوشِ الم کو اب نہ تڑپائے
مسرت کو اجازت دے خوشی کے پھول برسائے
چراغِ لطف سے پرنور کر دے میرے سینے کو
ہوائے تند سے محفوظ رکھ میرے سفینے کو
گزر جائیں مرے دن حدِ تسلیم و اطاعت میں
رہوں میں سر خمیدہ تیری محرابِ عبادت میں
ترے دربار میں مجبوب حسن مدعا لائے
برہنہ سر کھڑی ہے عجز کی جھولی کو پھیلائے

مخفی بدایونی

رسول جہاں بیگم نام ہے، پہلے بیدلؔ تخلص تھا۔ اب مخفیؔ کے نام سے مشہور رہیں۔ عارف پور نوادہ ضلع بدایوں کے رئیس اساس الدین کی صاحبزادی ہیں۔ ان کے شوہر ڈاکٹر رفعت حسین صدیقی کراچی یونیورسٹی میں شعبۂ کیمسٹری کے صدر رہیں۔ نور بدایونی ان کی چھوٹی بہن ہیں۔

سنہ ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئیں، ۱۹۲۱ء میں ان کی شادی ہوئی۔ سنہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان آگئیں۔ اب کراچی میں مقیم ہیں۔

شفیق بریلوی نے لکھا ہے کہ انھیں جتنا لگاؤ نعتیں کہنے سے یا قومی نظمیں تخلیق کرنے سے رہا ہے اتنا لگاؤ شاعری کی کسی دوسری صنف سے نہیں رہا۔ صاحب تذکرہ شاعرات اردو نے بھی نعت گوئی سے ان کے شغف کا بطور خاص تذکرہ کیا ہے اور ایک نعتیہ خمسہ بطور نمونہ کلام دیا ہے۔

نمونہ کلام

اے ابر سخا یاں جھوم کے آ، ہے شورِ عطش پیاسوں میں بپا
اے جانِ مسیحا چشمِ عطا اب تاب نہیں بیماروں میں
ہیں تیری گلی کے خاک بسر صد قیصر و کسریٰ سے بڑھ کر
ہیں تیری ادا کے دیوانے خود دنیا کے ہشیاروں میں
سر سبز ہوا گلزارِ جہاں فیضانِ سحابِ رحمت سے
پھولوں کا تو مخفی ذکر ہی کیا باقی نہیں سختی خاروں میں

وہ رسولِ ہاشمی، والا نسب عالی جناب
مظہرِ نورِ خدا برجِ شرف کا آفتاب
رحمۃ للعلمین جس کو دیا حق نے خطاب
وہ شہ امی لقب اور صاحبِ ام الکتاب
رونقِ بزمِ جہان و گلشنِ قدرت کا پھول
باعثِ تخلیقِ عالم جس کی ہو شانِ نزول

مریم قادری

بدایوں کے مشہور رئیس عثمان بخش ان کے والد اور جامعہ کراچی کے مشہور استاد ڈاکٹر محمد افضال حسین قادری مرحوم ان کے شوہر تھے۔ مارچ سنہ ۱۹۲۷ء میں پیدا ہوئیں۔ گھر کا ماحول دینی اور ادبی تھا۔ دینی اور ادبی ذوق کی تربیت بچپن ہی میں ہو گئی تھی لیکن شاعری کا آغاز سنہ ۱۹۴۴ء میں ان کی شادی کے بعد ہوا۔ انہوں نے صرف حمد و نعت اور منقبت کی شاعری کی۔ کلام پر اصلاح اپنے نامور شوہر سے لی۔ نغماتِ حرم کے نام سے ان کی حمدوں نعتوں اور منقبتوں کا مجموعہ سنہ ۱۹۶۸ء میں شائع ہو چکا ہے۔

نمونہ کلام

گردش مہر و ماہ ہو یا کہ ہو دور صبح و شام
صبح ازل سے آج تک سب ہیں رہین التفات

جہان خاک کو یہ لالہ و گل کب میسر تھے
ترے دامن کی جنبش سے بہار جانفزا آئی

تیری نگاہ لطف سے زندہ ہے روح زندگی
ترے کرم سے فیضیاب وسعت شش جہات ہے

اے مظہر ذات عز و جل اے جلوہ نور حسن ازل
اے صاحب ہر خوبی و صفت اے نازش عالم صلی اللہ

انجم شب بھی نئے ماہ درخشاں بھی نیا
خاص مہر جہاں تاب مدینہ کے لئے

مظہر

سعیدہ نام اور مظہر تخلص ہے۔ لیکن ان کی شہرت سعیدہ عروج مظہر کے نام سے ہے۔

حیدرآباد دکن میں پیدا ہوئیں۔ والد کا نام سید محمد مرتضیٰ حسین تھا ۱۹۴۶ء میں حسن محمود عروج کے ساتھ ان کی شادی ہو گئی۔ سقوط حیدرآباد دکن کے بعد پاکستان تشریف لے آئیں۔ اب کراچی میں مقیم اور گورنمنٹ ٹیچرس ٹریننگ کالج میں لیکچرر ہیں۔

شاعر کی حیثیت سے سعیدہ مظہر خاصی مشہور رہیں۔ شعر گوئی کے ساتھ نثر نویسی اور مقالہ نگاری سے بھی دلچسپی ہے۔ سلطانہ مہر نے روزنامہ جنگ کراچی کے سلسلۂ مضمون "آج کا شاعر" میں نعت گوئی سے بھی ان کی دلچسپی کا تذکرہ کیا ہے۔ مہر لکھتی ہیں:

> "سعیدہ عروج نے شاعری کا آغاز نعت سے کیا۔"

لیکن مہر نے انتخاب کلام میں ان کا کوئی شعر نہیں دیا۔

آج کا شاعر جنگ ، ۷ اکتوبر سنہ ۶۸ء

معین حیدر آبادی

مبارز النساء ان کا خاندانی نام اور معینہ ان کا قلمی نام ہے۔ وہ معین تخلص کرتی ہیں۔ لیکن عام طور پر معینہ انور کے نام سے مشہور ہیں حیدر آباد دکن کے ایک علمی خانوادے سے تعلق ہے۔ ان کے والد سید مظفر علی رشید اور نانا سید نور الرسول قدرت حیدر آباد کی مشہور علمی ہستیاں تھیں ان کی شادی ڈاکٹر احمد علی انور کے ساتھ ہوئی ہے جو کراچی یونیورسٹی میں شعبہ سائنس کے صدر تھے اب امریکہ میں ہیں۔

ننھیال اور ددھیال کے ادبی اور دینی ماحول میں بچپن ہی سے شعر گوئی سے دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔ سلطانہ مہر تذکرہ ”آج کی شاعرات“ میں لکھتی ہیں ”معینہ انور نے زیادہ تر نعتیں کہی ہیں ان کے نعتیہ کلام کا مجموعہ ”نذرانہ“ کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔“

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

نمونہ کلام

وہ التفات لطف و کرم یاد آ گئے
دل پھر نثارِ احمدِ مختار ہو گیا
پھر یاد آ رہے ہیں وہی شب وہی سحر
مشتاقِ دید پھر دل بیمار ہو گیا

نازش

برجیس جو دنام، بلقیسؔ عرف اور نازش تخلص تھا۔ ڈاکٹر سید ریاض الحسن (لاہور) کی صاحبزادی تھیں ۲ر مارچ ۱۹۲۶ء کو لاہور میں پیدا ہوئیں اور تقریباً ۱۸ سال کی عمر میں ۱۵ر اپریل ۱۹۴۴ء کو انتقال ہو گیا۔

مرحومہ ادیب بھی تھیں اور شاعر بھی تھیں ان کا جو کلام یادگار ہے۔ اس میں نعت کا خاصا حصّہ ہے۔ اس سے نعت گوئی سے ان کے خاص شغف کا پتہ چلتا ہے[1]:

---

[1] تذکرہ شاعرات اردو

نمونہ کلام

تمہارے نور سے پیشانی آدم چمکتی تھی
تمھیں اول، تمھیں آخر، تمھیں ہادی کامل ہو
جمال ہم نشیں نور ہدایت بن کے جب چمکا
پکار اٹھے ملایک مرحبا نور مجمل ہو
تمہیں کچھ خوف اے نازش اگر کرب و مصیبت ہے
پکارو اپنے آقا کو پڑے کیوں نیم بسمل ہو

نزہت

زاہدہ خاتون نام اور نزہت تخلص تھا۔ علی گڑھ کے مشہور شروانی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کی شہرت ز۔خ۔ش کے نام سے ہوئی۔ ۸ر دسمبر ۱۸۹۴ء کو بھیکم پور ضلع علی گڈھ میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد نواب سر محمد مزمل اللہ خاں شروانی خاندان کے گل سر سبد اور ہندوستان کے اکابر مسلمانوں میں شمار ہوتے تھے۔

زاہدہ خاتون شروانی ملک کی مشہور ادیب اور فارسی کی بہترین شاعر تھیں، ۲ر فروری ۱۹۲۲ء کو انتقال کیا۔

فردوس تخیل اور دیوان نزہت ان کے کلام کے دو مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

نمونہ کلام

میں اور بارگاہ رسالت پناہ کی
اے دل کہیں نہ ہو غلطی یہ نگاہ کی
سرکار مجھ کو گنبد خضرا کے متصل
درکار ہے زمین بس اک خواب گاہ کی

نزہت

صالحہ نام اور نزہت تخلص ہے۔ ان کا آبائی وطن ضلع سہارنپور کا مردم خیز خطہ سیوہارہ ہے۔ نزہت لاہور میں پیدا ہوئیں، لاہور میں ہوش سنبھالا۔ اور یہیں انہوں نے تعلیم حاصل کی۔ پاکستان کے مشہور ادیب اور اورنیٹل کالج لاہور کے پروفیسر عبدالصمد صارم ازہری ان کے شوہر ہیں۔

نزہت ادیب اور شاعر کی حیثیت سے بہت مشہور رہیں۔ ان کی ایک کتاب "ناموربی بیاں" شائع ہو چکی ہے۔ ان کی شاعری کا خاص میدان نعت گوئی ہے [1]

---

[1] تذکرہ شاعرات پاکستان

نمونۂ کلام

ہے ترا مدح سرا ربِّ جہاں لم یزلی
میں کروں مدح کا دعویٰ تو یہ ہے بے ادبی
تیرے قربان میں اے صاحبِ لولاک نبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

نسیم بریلوی

نسیم فاطمہ نام اور نسیم تخلص ہے۔ ۸ر اپریل ۱۹۲۳ء کو بریلی کے ایک سادات گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ ۱۹۴۸ء میں اپنے خاوند اور خاندان کے دوسرے افراد کے ساتھ پاکستان آگئیں۔ شاعری کے آغاز سے اب تک بے شمار نعتیں کہی ہیں۔ ان کی شعر گوئی کا خاص موضوع نعت ہے۔ سلطانہ مہر نے لکھا ہے کہ انھیں نعتیں کہنے کا شوق جنون کی حد تک ہے

نمونۂ کلام

لٹ رہا ہے کارواں منزل ہے آنکھوں سے نہاں
اے امیرِ کارواں ! رہبری فرمائیے!
اٹھ گئی انسانیت دنیا سے انساں مٹ چکا
کچھ سہارا دیجئے، راہ عمل پہ لائیے!
نسیمؔ حزیں کو مدینے بلالو
نبی جی تمہارا میں در چوم لوں گی

نور

نور جہاں نام اور نورؔ تخلص ہے۔ عارف پور ضلع بدایوں کی رہنے والی ہیں۔ ان کے والد اساس الدین کا شمار بدایوں کے رؤسا میں ہوتا تھا۔

نور ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوئیں۔ قیام پاکستان کے بعد پاکستان آگئیں اب کراچی میں مقیم ہیں۔ ڈاکٹر امیر حسن صدیقی کی مخدومِ التفات زوجہ محترمہ ہیں

نور کا مجموعہ کلام "خونابہ دل" کے نام سے ۱۹۶۳ء میں شائع ہو چکا ہے ان کا خاصا وقیع حصہ نعت، سلام وغیرہ پر مشتمل ہے۔

نمونہ کلام

مدت سے ہے دل میں مرے ارمان مدینہ
تقدیر بنا دے مجھے مہمان مدینہ

کب ہوگا مرا غنچۂ امید شگفتہ
کب یاد کریں گے مجھے سلطان مدینہ

ہیں اور نبی چرخ رسالت کے ستارے
ہے عرش کی زینت مہ تابان مدینہ

یثرب کے خس و خار ہیں رشک گل فردوس
جنت سے فزوں تر ہے بیابان مدینہ

جس پھول کی نکہت میں ہے فیض دم عیسےٰ
وہ پھول بنا زیب گلستان مدینہ

تاریکی باطل کو زمانے سے مٹایا
چمکا جو افق پہ مہ تابان مدینہ

ہر مصر کی رونق مہ کنعاں کی تجلّی
تو سین کی زینت شہ ذی شان مدینہ

رضواں نے منادی یہ سر حشر کرادی
مہماں ہوں مرے آج غلامان مدینہ

نوشابہ خاتون

نوشابہ خاتون مولوی عبدالحق حیدرآبادی کی صاحبزادی ہیں۔ ولادت تقریباً ۱۳۲۰ھ میں ہوئی پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل اور جامعہ عثمانیہ سے ۱۹۲۴ء میں بی اے کا امتحان پاس کیا۔ شاعری کا شوق دس سال کی عمر سے تھا۔ کلام کا مجموعہ موج تخیل کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ ان کی شاعری کے خاص موضوعات قومی اور اخلاقی ہیں۔ نعت گوئی سے خاص شغف تھا۔ نعت میں عقیدت و وارادت کے ساتھ اصلاحی و تبلیغی مقصد کو بھی مؤثر طریقے سے پورا کیا ہے۔ زبان صاف سادہ اور رواں دواں ہے[1]

---

[1] اردو میں نعتیہ شاعری۔ ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق۔ اردو اکیڈمی سندھ کراچی

نمونہ کلام

ہوتی جاروب کشی مرقدِ انور کی نصیب
کاش ظلمت کدۂ ہند نہ قدغن ہوتا
حبِ نبوی جو رگ و پے میں سرایت کرتی
جسم خاکی مرا انوار کا معدن ہوتا
سایۂ گنبد خضرا جو مجھے مل جاتا
طائرِ روح کا طوبیٰ پہ نشیمن ہوتا

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

نہاں

رابعہ نام اور نہاں تخلص ہے۔ آبائی وطن ہندوستان کا مشہور و مردم خیز شہر میرٹھ ہے۔ ۱۹۱۸ء میں آگرہ میں پیدا ہوئیں۔ والد کا نام محمد صفی تھا۔ ان کے نانا، ماموں، چچا، والد، بھائی غرضیکہ سارا خاندان شاعر تھا۔ تیرہ چودہ برس کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا۔

۱۹۴۸ء میں پاکستان آگئیں۔ نعت اور سلام سے ابتدائے شعرگوئی سے دلچسپی ہے۔[1]

---

[1] آج کا شاعر

نمونہ کلام

یثرب کے بادشاہ کی ہے جستجو مجھے
پھرتی ہے اس کی یاد لئے کو بکو مجھے

یاس

آفتاب بیگم نام اور یاس تخلص تھا۔ فیض آباد (یوپی) کی رہنے والی تھیں۔ اس سے زیادہ ان کا حال معلوم نہیں ہو سکا۔

تذکرہ بہارستان ناز کے مصنف نے ان کا ترجمہ لکھا ہے۔ بہارستان ناز کا پہلا ایڈیشن ۱۸۶۴ء میں شائع ہوا۔ اس سے یاس کے عہد کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ وہ اس سے پہلے کی شاعر تھیں

نمونہ کلام

نہ جلوہ بخش تیرا نور گر اے مصطفیٰ ہوتا
تو دنیا میں نہ کوئی واقف نام خدا ہوتا
تصدق جاؤں میں اپنے رسول پاک کے ہر دم
مری مشکل میں بھی اے یاس وہ مشکل کشا ہوتا

ضمیمہ

بہتؔر

خیر النسا نام اور بہتؔر تخلص تھا۔ رائے بریلی کے مشہور خانوادہ سادات کے بزرگ حضرت سید شاہ ضیاء النبی حسنی کی صاحبزادی تھیں۔ اردو کے علاوہ فارسی اور عربی کی فاضل اور قرآن مجید کی حافظ تھیں۔ مولانا سید عبدالحیؒ صاحبِ گلِ رعنا، کے عقد نکاح میں آئیں۔ امۃ العزیز مصنفہ "حضرت اسماءؓ" اور امۃ اللہ عائشہ تسنیم ان کی دو صاحبزادیاں، اور ڈاکٹر سید عبدالعلی اور مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ دو صاحبزادے ہوئے۔ اس طرح وہ ایک بڑے باپ کی بیٹی، عظیم شوہر کی بیوی اور نامور اولاد کی ماں تھیں۔ کتاب وسنت کے علم وعمل کا خاص ذوق اور تصنیف وتالیف سے دلچسپی تھی۔ "حسنِ معاشرت"، "الدعاء والقدر"، "ذائقہ"، "بابِ رحمت" ان کی علمی یادگار ہیں۔ "بابِ رحمت" ان کی نظموں اور مناجاتوں کا مجموعہ ہے۔ ۱۹۴۷ء میں حج وزیارت کا شرف بھی حاصل ہوا تھا۔ ۹۲ سال کی عمر پاکر اگست ۱۹۶۸ء میں انتقال فرمایا۔ اخلاق وتقویٰ کا نمونہ تھیں۔ ان کی اولاد ان کے حسنِ تعلیم وتربیت کی مثال ہے۔ ان کے عظیم المرتبت صاحبزادے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے "ذکرِ خیر" کے نام سے ان کے حالات لکھ کر طبع کرا دیے ہیں[1]۔

---

[1] حالات ونمونہ کلام کے لئے حضرت خیر النسا بہتؔر کے لائق وفاضل نواسے مولوی محمد ثانی حسنی صاحب کا شکر گزار ہوں۔

نمونۂ کلام

دکھا دے یارب وہ شکل زیبا مجھے یہ فرحت ملے الٰہی
کروں میں دیدار مصطفٰےؐ کا مجھے یہ نعمت ملے الٰہی
حبیب تیرا وہ تیرا پیارا کہ جس پہ قرآں ہے اتارا
ہے جو کہ مرسل نبی ہمارا وہ پیاری صورت ملے الٰہی
یہی تمنا ہے اب تو یارب کہ مجھ کو پہنچا دے پاک طیبہ
نکالوں دل کی میں حسرتیں سب مجھے یہ نعمت ملے الٰہی
ہو اب تو یارب وہیں پہ رمضاں سناؤں خوش خوش وہاں پہ قرآں
ہو مجھ پہ رحمت یہ تیری رحمٰں مجھے یہ عظمت ملے الٰہی
مجھے عنایت ہو جسقدر زر کروں میں خیرات واں پہ جا کر
ہزاروں دے ڈالوں میں چھپا کر مجھے وہ دولت ملے الٰہی
اگر ہو جانا مدینہ بہتر کبھی نہ آؤں وہاں سے پھر کر
جیوں وہیں پر مروں وہیں پر مجھے وہ قسمت ملے الٰہی

یاالٰہی اب مجھے دیدار احمدؐ ہو نصیب
کر دعا مقبول میری نام ہے تیرا مجیب
خواب میں مجھکو نظر آئے تو میں اسدم کہوں
ہے یہی پیارا محمدؐ جو خدا کا ہے حبیب
ہوں اسی دم یاالٰہی میں فدائے مصطفٰےؐ
روح میری جنت الفردوس کے پہنچے قریب
آئیں حوریں میرے لینے کیلئے فردوس سے
شور ہو عالم میں یہ ہر سو کہ کیا جاگے نصیب
کچھ نہیں ہے دور یہ رحمت سے تیری اے رحیم
اپنی رحمت سے مجھے بھی کردے یارب خوش نصیب
تو اگر چاہے کرے ذرہ کو بھی رشکِ قمر
فضل سے تیرے ہو بہتر کو بھی یہ دولت نصیب

تسنیمؔ

عائشہ نام، امۃ اللہ کنیت اور تسنیمؔ تخلص تھا۔ مولانا سید عبدالحیؒ صاحبِ "گلِ رعنا"، اور سابق ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ کی صاحبزادی تھیں۔ ۱۹۰۹ء میں دائرہ شاہ علم اللہ رائے بریلی میں پیدا ہوئیں۔ دینی و علمی ماحول میں تربیت پائی۔ اپنے بڑے بھائی ڈاکٹر سید عبدالعلی مرحوم اور چھوٹے بھائی مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ سے تعلیم حاصل کی۔ اردو زبان پر عبور اور عربی کی بہت عمدہ استعداد تھی۔

خاندان کے علمی و ادبی ماحول نے ادب و شعر اور تصنیف و تالیف کا ذوق پیدا کیا۔ متعدد تصانیف ان کی یادگار ہیں۔ جن میں بچوں کی "قصص الانبیاء" (تین حصے) "ہمارے حضورؐ" اور ریاض الصالحین کا اردو ترجمہ "زادِ سفر" مقبولِ خاص و عام ہیں۔ دو مجموعہ ہائے کلام "موجِ تسنیم" (مجموعہ نعت) اور "بابِ کرم" (مجموعہ مناجات) شائع ہو چکے ہیں۔

ذوقِ دینی اور علم و عمل کتاب و سنت میں اپنے بزرگوں اور خاندان کی تعلیم و تربیت کا نمونہ تھیں۔ جنوری ۱۹۷۶ء میں وفات پائی[1]

---

[1] حالات اور نمونہ کلام کے لئے حضرت تسنیم رحمہا اللہ کے محترم نواسے مولوی سید محمد حمزہ کا شکر گزار ہوں۔

نمونۂ کلام

حضرت اقدس مرسل خاتم صلی اللہ علیہ وسلم
مظہرِ دین اور رہبرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
صبحِ سعادت مہرِ درخشاں صلی اللہ علیہ وسلم
حسنِ سراپا نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
جسمِ مطہر کتنا معطر روئے مبارک ماہِ منور
دلکش باتیں، شیریں تبسم صلی اللہ علیہ وسلم
رحمتِ عالم خلقِ مجسم جس پہ گواہ قرآنِ مکرم
عبد و آقا کے یکساں ہمدم صلی اللہ علیہ وسلم
شاہِ عرب اور شانِ مدینہ فخرِ عرب سلطانِ مدینہ
صاحبِ کوثر مالکِ زمزم صلی اللہ علیہ وسلم
شہر ہے ان کا پاک مدینہ کحلِ بصر ہے خاکِ مدینہ
جب سے آئے خوش بخت قدم صلی اللہ علیہ وسلم
جسم مزکی، روح مصفا، قلب منور، حسن میں یکتا
ظاہر و باطن نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
جود و سخا اور لطف و عطا شیوہ ان کا ہے مہر و وفا
رأفت و رحمت اور حلم و کرم صلی اللہ علیہ وسلم
ان کی آمد رحمتِ یزداں، ان کی بعثت بخششِ رحماں
خلقِ خدا کے رہبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
زینتِ مکہ جانِ مدینہ میں ہوں قربانِ مدینہ
کوچہ کوچہ میں نقشِ قدم صلی اللہ علیہ وسلم
مظہرِ دین و رہبرِ کامل جن پہ ہوا ہے دین مکمل
وحیِ خدا کے پیکرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
نور ہے جن کا سب سے اول بعثت جنکی سب سے آخر
سب سے مؤخر سب سے مقدم صلی اللہ علیہ وسلم
خلقت جنکی سب سے بہتر بعثت جنکی توحید کی مظہر
جن کا مداح خالقِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

یکے از مطبوعات

ادارۂ تصنیف و تحقیق پاکستان

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books